# البیرونی اور اصفہبذ جیلجیلان مرزبان بن رستم

از
(جناب مولانا ابو محفوظ الکریم صاحب معصومی استاذ شعبۂ عربی مدرسہ عالیہ کلکتہ)

(۳)

**مرزبان اور خاندان کاکویہ** بعض مغربی[1] محققین علاء الدولہ ابن کاکویہ کو مرزبان بن رستم بن شروین کا پسرزادہ قرار دیتے ہیں۔ یہ بات تاریخی مسلمہ ہے کہ ابن کاکویہ (م ۴۳۳ھ) کو سیدہ نے اصفہان کی ولایت پر متعین کیا تھا وہ ملکۂ رے کا قریبی رشتہ دار بھی تھا، عام تاریخی روایت یہ ہے کہ مجد الدولہ کا ماموں زاد بھائی ہونے کی بناء پر ابن کاکویہ کے لقب سے مشہور ہوا۔ دوسری طرف مجد الدولہ کے ماموں کا نام رستم بن مرزبان بتایا گیا ہے جس کے متعلق ظنِ غالب یہی ہے کہ مرزبان بن رستم بن شروین کا فرزند تھا، ان دونوں روایتوں کے پیوند سے محققینِ مغرب نے یہ نتیجہ نکالا کہ ابن کاکویہ، دشمنزیار یا دشمن زار (جیسا کہ سکوں میں ہے) رستم بن مرزبان بن رستم بن شروین کا فرزند تھا گویا خاندانِ کاکویہ خانوادہ باوندیہ کی ایک شاخ تھا۔

اس قول کی سند روضۃ الصفا کی عبارت اور ابن الاثیر[2] کا یہ بیان ہے کہ:

"وانما قیل لہ (ابن) کاکویہ لانہ ابن خال مجد الدولۃ .....

والخال بلغتہم کاکویہ"

---

[1] فرڈیننڈ یوستی: ایرانی اسمائے Iranisches Namenbuch صفحہ ۱۵۲ (نمبر ۲)، صفحہ ۱۹۷ (نمبر ۲۳) صفحہ ۱۹۷ (۲۳) ۱۸۹۵ء دی سلین: ترجمہ ابن خلکان: ج ۱ صفحہ ۱۵۵ حاشیہ رقم ۱۷، ڈاکٹر ریو: فہرست نسخ فارسیہ موزہ برطانیہ: صفحہ ۱۳۳ شمارہ: 830, 16 .Or، انسائیکلوپیڈیا آف اسلام: ج ۲ صفحہ ۶۶۷-۸، زامباور (manuel 17 (208

[2] روضۃ الصفا: ج ۴ صفحہ ۴۵ نول کشور ۱۹۱۲ء، ابن الاثیر ج ۹ صفحہ ۳۳۸ ۱۸۶۳ء یورپ:

بوجوہِ ذیل ہمیں اس قول سے اختلاف کا حق حاصل ہے:

(۱) علاء الدولہ محمد بن دشمنزیار کا نسبی اتصال رستم بن مرزبان سے کسی صریح تاریخی بیان پر مبنی نہیں۔

(۲) اس بات کا تاریخی ثبوت موجود نہیں کہ رستم بن مرزبان کا لقب دشمن زار یا دشمنزیار تھا

(۳) ابن کاکویہ کی شخصیت اس عہد کی سیاسی تاریخ میں بے حد معروف رہی ہے اگر وہ آل باوند سے ہوتا تو اس خاندان سے بحث کرنے والے مؤرخین ضرور اس کا ذکر کرتے۔ یہ بات وہم و گمان میں نہیں آسکتی کہ اتنی شہرت و اہمیت کے باوجود مرعشی یا ابن اسفندیار آل باوند کے سلسلہ میں اس کا ذکر نہ کریں۔

ہمارا خیال یہ ہے کہ علاء الدولہ دراصل مجد الدولہ کے بجائے سیّدہ والدۂ مجد الدولہ کے ماموں کا فرزند تھا اور اسی بناء پر ابن کاکویہ کے لقب سے مشہور ہوا۔ اس خیال کی بنیاد ابن الاثیر کا ایک بیان ہے جس کو اہلِ مغرب بہ استثناء بریو نظرانداز کر دیتے ہیں۔

"هو ابو جعفر بن دشمنزیار و انما قیل له کاکویه لانه ابن خال والدة مجد الدولة . . . . وکاکویه هو الخال بالفارسیة وکانت والدة مجد الدولة قد استعملته علی اصفهان"[1]

ابن الاثیر کا پہلا بیان (جو اس کی تاریخ میں دوسرا بیان ہے) ہمارے نزدیک سبقِ قلم یا ناسخین کے سہو پر مبنی ہے، بہ نسبت اضافہ کے کسی ایک لفظ کا سقوط کثیر الوقوع ہے ہمارے خیال کی تائید ابن خلدون سے ہوتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں[2] کہ: "وکان . . . . ابن خال هذه المرأة" ابن خلدون کی یہ صراحت خواہ ابن الاثیر کے علاوہ کسی اور ماخذ پر مبنی ہو یا اسی کی تاریخ الکامل سے ماخوذ ہو بہر نوع ہمارے دعوی کو ثابت کر دینے کے لئے کافی ہے۔ علاوہ بریں متداول تاریخی مصادر میں علاء الدولہ کا جہاں بھی ذکر آتا ہے زیادہ سے

---

[1] الکامل: ج ۹ ص ۱۲۶ (یورپ)، [2] العبر: ج ۴ ص ۴۷۷ (مصر)،

زیادہ اس کو دشمنزیار کا فرزند قرار دیا جاتا ہے اور اس سے اوپر کی ایک پشت کا بھی ذکر نہیں کیا جاتا۔ خود علاء الدولہ کے معاصر مثلاً ابو علی سینا اور مفضل بن سعد المافروخی[1] جب اس کا نام لیتے ہیں تو ابو جعفر محمد بن دشمنزیار کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ پس کسی قوی تاریخی سند کے بغیر دشمن زار کی اصلیت کے متعلق ہم اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ دیلم کے کسی سربرآوردہ خاندان کا رکن ہوگا جس سے آل باوند کی رشتہ داری قائم ہوئی۔ اور دشمنزیار سیدہ ملکۂ رے کا ماموں تھا اس کو باوندی اصل سے قرار دینے کے لئے کوئی ثبوت موجود نہیں۔

**اشتباہ** آل باوند کی تاریخ میں تشابہ اسماء کی وجہ سے بڑی دشواری پیش آتی ہے، اسی سلسلہ کا ایک قابلِ غور سوال یہ ہے کہ شہریار جس نے قابوس کی معیت میں رستم بن مرزبان مجد الدولہ کی فوجوں کو ہزیمت دے کر شہریار کوہ پر اپنی اصبہبذیت قائم کر لی تھی وہ شہریار بن شروین تھا یا شہریار بن دارا بن رستم بن شروین؟ تاریخ بن اسفندیار قسم الحاقی میں اس کو شہریار بن دارا لکھا ہے اور اس موقع پر عباس اقبال کا یہ حاشیہ[2] ہے کہ:

"کسے کہ از جانب قابوس مامور شہریار کوہ شد بشہادت عتبی و ابن الاثیر شہریار بن شروین بودہ چنانکہ در صفحہ، نیز خوانندہ اے کہ با افزودن فصولے از تاریخ یمینی براین کتاب بخیال خود آنرا کامل کردہ ہمیں شکل آوردہ۔ فقط سید ظہیر الدین (ص ۱۹۱) ایں شخص را شہریار بن دارا بن رستم بن شروین نامیدہ ست"

عتبی اور ابن الاثیر اس میں شک نہیں کہ شہریار بن شروین کا اس واقعہ میں[3] ذکر کرتے ہیں لیکن ۳۸۸ھ سے ۳۹۷ھ تک کے مسلسل وقائع میں خود عتبی[4] کبھی شہریار بن رستم اور کبھی شہریار[5] بلا تصریح

---

[1] دانش نامہ علائی کے نسخے دیکھیے (فہرست برٹش میوزیم فارسی: ص ۴۳۳ شمارہ (O.3 168 ADD. 16830) ... دانش نامہ مطبوعہ ہے، بابت سنہ ۱۹۰۹ء (ص ۶۶۷) رسالۂ محاسن اصفہان" للمافروخی کے فارسی ترجمہ کی تلخیص، دانش نامہ مطبوعہ ہے،
[2] تاریخ طبرستان: ج ۲ ص ۲۵ (تہران) [3] یمینی: ص ۲۰۵ (سطر ۱۲)، المینی: ج ۲ ص ۳ [4] ایضاً: ص ۲۲۵ (دہلی) "استظہر بشہریار") ص ۲۲۵ (سطر ۱۵: [5] یمینی: ص ۲۲ (سطر ۵: الاصبہبذ شہریار بن رستم۔ و ج ۲ ص ۹ (مصر) واقعات کے تسلسل سے ثابت ہوتا ہے کہ شہریار، شہریار بن رستم یا شہریار فلجأ الاصبہبذ شہریار الی ساریۃ ج ۲ ص ۱ مصر) بن شروین سے ایک ہی شخص مراد ہے۔ اور کبھی اس کو صرف "اصبہبذ" کہا گیا ہے (دیکھو یمینی: ص ۲۰۹ سطر اول، ص ۲۱۲ سطر دوم ص ۲۲۶ سطر ۴، ص ۲۲۹ سطر ۵ ——— طبع دہلی ۱۲۸۶ء)

ولدیت لکھتا ہے اور بظاہر اس کی مراد ایک ہی شخص سے ہے پس اس دعوی کے ثبوت میں کہ قابوس کی جانب سے مامور شہریار کوہ پسر شروین تھا عتبی کا بیان ناکافی ہے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عتبی دراصل شہریار پسر دارا ابن رستم کا ذکر کبھی بشکل ابن رستم اور کبھی بہ شکل ابن شروین کرتا ہے۔ عتبی شہریار بن شروین یا کسی اور باوندی اصفہبذ کا ذکر مستقل عنوان اور مخصوص باب میں نہیں کرتا ہے کہ باوندیوں کے سلسلہ میں اس کے بیان کو اہمیت دی جاتے ابن الاثیر اسی کا خوشہ چین ہے اور اس کی ضخیم تاریخ آل باوند سے جس حد تک تعرض کرتی ہے معلوم ہے ایسی صورت میں مرعشی پر اعتماد کرنا مناسب ہے۔ یہ بات قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی کہ شہریار بن شروین (خال قابوس) کامل ۳۷ سال کی اصبہبدیت کے بعد اتنی مدت تک زندہ رہا ہو کہ ۳۸۸ھ میں قابوس کے ہمرکاب شہریار کوہ پر حملہ آور ہوتا اور زمام اصبہبدیت اپنے ہاتھ میں لیتا۔ حالانکہ ہمیں معلوم ہے کہ قابوس کی معاودت طبرستان کے زمانہ سے ۳۹۷ھ تک شہریار بن دارا کے سوا کوئی دوسرا شخص اصبہبذ شہریار کوہ نہ تھا، ۳۵۸ھ کے بعد طویل مدت تک شہریار بن شروین کا بقید حیات رہنا کسی مستند ذریعہ سے ثابت نہیں ہوتا۔ اور اس سے فردوسی کی ملاقات کا قصہ جس کو ہرمان ایتھے (H. Ethe)[1]، نولڈیکی (Noldeke) اور علی الخصوص علامہ قزوینی[2] پرزور الفاظ میں بیان کرتے ہیں قابل اعتناء نہیں کہ خود اس واقعہ کا

---

[1] ZDMG سنہ ۱۸۹۴ء ج ص ۸۹ - ۹۴ نولڈیکی کی کتاب متعلقہ فقہ اللغہ ایرانی کا حوالہ چہار مقالہ کے حواشی میں دیکھو نیز ملاحظہ ہو Iranian National Epic (ص ۴۷)، [2] مقدمہ مرزبان نامہ (ق) ۔ طبع گب میموریل، حواشی چہار مقالہ: ص ۱۹۰، قزوینی ابن اسفندیار کی عبارت پیش کرتے ہیں اس عبارت کے لئے دیکھو تاریخ طبرستان (۲ ص ۲۱ تہران) ۔ عروضی کی اصل روایت کے لئے دیکھئے چہار مقالہ (۴۷ - ۵۱) نظامی کی روایت میں شہریار کے بجائے نسخوں میں "شیرزاد" یا "شہرزاد" مرقوم ہے، اور چہار مقالہ کے کسی نسخہ میں اس شہریار کی ولدیت کا ذکر نہیں اور نہ اس روایت کے مستند ناقلین کے یہاں اس کا سراغ ملتا ہے، آٹھویں صدی ہجری کا ایک مصنف جعفر بن محمد حسینی بظاہر عروضی ہی سے اس روایت کو نقل کرتا ہے لیکن سپہبذ تبرستان کے نام کے علاوہ اس کی ولدیت کا اظہار نہیں کرتا اس کی تاریخ جو بایسنغر بہادر کے نام پر لکھی گئی ہے اس کا ایک نسخہ مکتوبہ ۹۸۸ ہجری ہمارے پیش نظر ہے (برگ ۷۰ ب، ذخیرہ شمارہ ۸ (فارسی) ذخیرۂ سوسائٹی) اس نسخہ میں سپہبذ کا نام "شیرزادی" لکھا ہے۔ "ابن اسفندیار کے الحاقی حصہ میں یہی روایت کچھ آمیزش کے ساتھ ملتی ہے اور قرینہ غالب ہے کہ ناقل نے عتبی کی تاریخ یمینی کی بنیاد پر عروضی کے شہریار کو شہریار بن شروین لکھ دیا ہے:

راوی نظامی عروضی اصبہبد شہریار (جس سے فردوسی کی ملاقات ہوئی) کی ولدیت ظاہر نہیں کرتا پس اس امر سے قطع نظر کہ فردوسی کا سفر طبرستان متکلم فیہ مسئلہ ہے[1] اگر واقعہ کی صحت قطعی طور پر ثابت بھی ہو جائے تو عروضی کی روایت کا شہریار کیا ضرور ہے کہ پسر شہروین ہی ہو۔ وہ اصفہبد شہریار بن دارا بھی ہو سکتا ہے اس سے فردوسی کی ملاقات ۳۹۷ھ سے قبل ہوئی ہوگی

**قائمہ آل باوند** گذشتہ مباحث کو سمجھنے کے لئے باوندی سپہبدوں کی فہرست کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ مندرجہ ذیل فہرست کی ترتیب میں مرعشی پر خاص طور پر اعتماد کیا گیا ہے اس کے علاوہ قدیم وجدید ماخذوں[2] کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۔ باو بن شاپور بن کیوس | ۱۵ سال | = | ۴۵ھ ہجری |
| ولاش (قاتل باو) | ۸ ” | = | ۶۰ھ |
| ۲۔ سرخاب بن باو | ۳۰ ” | = | ۶۸ھ |
| ۳۔ مہر مردان بن سرخاب | ۴۰ ” | = | ۹۸ھ |
| ۴۔ سرخاب بن مہر مردان | ۲۰ ” | = | ۱۳۸ھ |
| ۵۔ شروین بن سرخاب | ۲۵ ” | = | ۱۵۸ھ |

---

[1] دیکھو تنقید شعر العجم (ص ۱۲۴ ۔ سنہ ۱۹۴۲ء انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی)

[2] مرعشی: تاریخ طبرستان و رویان (ص ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۳۲۲، ۳۲۳) طبعۂ برنہارد دارن سنہ ۱۸۵۰ء (ب) مجمل مفصل (قلمی) تالیف سنہ ۱۰۶۵ھ از مرزا محمد رازی ابن محمد جمشید نسخہ سنہ ۱۱۰۰ھ (برگ ۱۹۵/ظ شمارہ ۳۴ ذخیرۂ سوسائٹی) (ج) تحفۃ الاخیار: از محمد صفی بن ولی قزوینی تالیف سنہ ۱۰۷۶ھ در قصبہ مراد آباد . . . . در ظل عاطفت نواب اصالت خاں (برگ ۱۹۸/ظ شمارہ ۵ ذخیرۂ کرزن) (د) حدیقۃ الصفا: از یوسف علی بن غلام علی خاں تالیف سنہ ۱۱۶۹ھ (برگ ۴۷۲ ظ مجلد یکم، شمارہ ۵۴ ذخیرۂ سوسائٹی) ان نسخوں کی تفصیلات کے لئے ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کی فہرستیں ملاحظہ فرمائیں۔ (ہ) جرنل ایشیاٹک سوسائٹی بمبئی ج ۱۲ ص ۱۲-۱۶ (سنہ ۱۸۷۶ء) (مضمون نگار منتخب التواریخ کا حوالہ دیتا ہے اس کے مؤلف کا نام نہیں بتاتا اور بدایونی کی مشہور تاریخ کو آل باوند سے تعلق نہیں)۔ (و) مازندران واستراباد: ص ۱۳۵ سنہ ۱۹۲۶ گب میموریل (ز) زامبور: انساب سلاطین اسلام، ص ۱۸۷ (رقم ۱۷۵) سنہ ۱۹۲۶، (ح) حبیب السیر: جزو چہارم جلد دوم ص ۴۳۲،

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۶ - شہر یار بن قارن[1] بن شروین | ۲۸ سال | = | سنہ ۱۸۳ھ |
| ۷ - شاپور[2] بن شہریار (؟) | | | |
| | ۱۲ سال | = | سنہ ۲۱۱ھ |
| ۸ - جعفر بن شہر یار | | | |
| ۹ - قارن[3] بن شہریار | ۳۰ سال | = | سنہ ۲۲۳ھ |
| ۱۰ - رستم بن سرخاب بن قارن | ۲۹ " | = | سنہ ۲۵۳ھ |
| ۱۱ - شروین بن رستم | ۳۵ " | = | سنہ ۲۸۲ھ |
| ۱۲ - شہریار بن شروین | ۳۷ " | = | سنہ ۳۱۷ھ |
| ۱۳ - رستم بن شروین (زیر بحث) | ۱۴ " | = | سنہ ۳۵۴ھ |
| ۱۴ - دارا بن رستم بن شروین | ۸ " | = | سنہ ۳۶۸ھ |
| ۱۵ - مرزبان بن رستم بن شروین (زیر بحث) | ۱۲ " | = | سنہ ۳۷۶ھ |
| ۱۶ - رستم بن مرزبان (ابن رستم بن شروین ؟) | | | |
| ۱۷ - شہریار بن[4] دارا بن رستم | ۹ " | = | سنہ ۳۸۸ھ |
| رستم بن مرزبان (دوسری دفعہ) | ۱۱ " | = | سنہ ۳۹۷ تا سنہ ۴۰۷ھ ؟ |

---

[1] قارن پسر شروین باپ کی زندگی ہی میں فوت ہوا، مرعشی کی تصریح ہے: "و پسرش قارن پیش از شروین بگذشت اصفہبذ شہریار پسر زادۂ شروین بود کہ ہارون رشید از شروین بنوا بستاند و بعد از شروین اصفہبذ شہریار بن قارن ملک الجبال بود" (ص۲۰) [2] شاپور کو مرعشی نے اصبہبذان آل باوند کی فہرست میں شمار نہیں کیا ہے، لیکن خود ہی اس کا ذکر بحیثیت اصبہبذ کیا ہے، نیز مرعشی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ شاپور پسر قارن بن شروین نہ تھا، اس کے الفاظ یہ ہیں: "و اصفہبذ شروین درگذشت از دو پسرے ماند یکے قارن کہ پدر شہریار است و ابن قارن قبل از پدر وفات یافت و یکے شاپور" (ص۱۶۲) شاپور ایک مختصر مدت کے لئے اصبہبذ ہوا، رابینو "مازندران و استرآباد" میں جعفر کے مرنے کا سال سنہ ۲۵۰ھ = سنہ ۸۶۴ء لکھتا ہے کہ آلِ باوند اب تک قدیم ایرانی مذہب پر قائم اور آداب و تہذیب میں آل ساسان کے صحیح معنوں میں وارث تھے ان تمام باتوں کے باوجود خالص عربی نام جعفر سے کسی باوندی کا موسوم ہونا عجیب بات ہے۔ [3] پہلا باوندی جس نے اسلام قبول کیا قارن بن شہریار تھا، مرعشی لکھتا ہے: "و اول در قبائل خود اسلام او قبول کرد و زنار از میاں بگسیخت" (ص۲۰۵) یہ لوگ غالی شیعہ تھے جیسا کہ ان کے سکون سے ظاہر ہے، نیز مرعشی لکھتا ہے: "و چوں اصفہبذان مازندران در اوائل کہ اسلام قبول کردند شیعہ بودند و با اولاد رسول علیہم السلام

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

خلاصہ | ہماری بحث کا خلاصہ حسب ذیل ہے :

۱- بیرونی ۳۸۲ھ سے خوارزم سے باہر رہا بلکہ امیر ابو نصر ابن عراق سے جب کتاب السموت لکھوائی ہے اس وقت بھی کہیں باہر تھا : اور کتاب السموت کی تالیف کا زمانہ خود بیرونی کے بیان کی روشنی میں ۳۸۳ھ کے قریب سمجھا جاسکتا ہے۔ بہرحال ۳۸۲ھ میں اس کا رے پہنچنا قوی قرینہ پر مبنی ہے۔

۲- اس زمانہ میں جبال طبرستان فرمانروائے رے فخر الدولہ بویہی کے زیر اثر رہے ہوں گے اصفہبذ مرزبان بن رستم باوندی سے بیرونی کا تعلق شاید رے یا جرجان میں پیدا ہوا لیکن امکان غالب اس امر کا ہے کہ خود بیرونی جبالِ طبرستان شہریار کوہ (فریم) کے علاقہ میں پہنچا اور ۳۸۳ھ سے ۳۸۷ھ تک مرزبان سے وابستہ رہا اور اس کے نام پر کتاب مقالید الہیئۃ تالیف کی

۳- ۳۸۷ھ کے اواخر سے رے جرجان اور بلاد جبل انقلابات سے دوچار ہوئے، قابوس اور شہریار بن دارا کی فوجوں سے مجد الدولہ اور رستم بن مرزبان کی متحدہ طاقت کا مقابلہ تھا، شعبان ۳۸۸ھ میں قابوس جرجان پہنچا اس مختصر زمانہ میں بیرونی یقیناً حدود رے و طبرستان میں رہا ہوگا اور یہی زمانہ ہے جس کی شکایت اس نے الاستیعاب میں کی ہے کس مپرسی کی حالت میں اس کا گذر کسی علم دوست رئیس کے یہاں ہوا جس کو اپنی کتاب میں الشیخ ابہ ایدہ اللہ کہتا ہے اسی کی فرمائش

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حسن اعتقاد داشتند سادات را دریں ملک مقام آساں تر بود۔" (ص ۲۷۸)

مرعشی کی تاریخ میں شہریار بن دارا طبقہ اول باوندیہ کا آخری سپہبذ ہے اس کا نام مجمل مفصل (قلمی) میں "دارا بن دارا" اور حدیقۃ الصفا (ق) میں "اصفہبذ بن دارا" ہے حدیقہ کے مصنف نے قابوس بن وشمگیر قابوس کا ہمشیرہ زادہ قرار دیا ہے جو غلط ہے۔ ہمارے خیال میں "دارا بن دارا" اور "شہریار بن دارا" ایک ہی شخص ہے صاحب مجمل مفصل نے اسی کے یہاں فردوسی کا پہنچنا اور شاہنامہ پیش کرنے کا واقعہ لکھا ہے

پیش نظر قلمی مراجع میں مرزبان کا ذکر صرف مجمل مفصل میں ملتا ہے اسپہبذ شہریار بن شروین کے ذکر میں یہ الفاظ ہیں کہ : "وادخال قابوس بن وشمگیر بودسی و ہفت سال بادشاہی نمود۔ مرزبان نامہ از تصانیف مرزبان بنی اعمام اوست۔"

الاستیعاب : برگ اب نسخہ جمعیت آسیویہ شمارہ 481/.۸

پر کتاب الاستیعاب تالیف کی۔

۴۔ قابوس کی معاودت طبرستان کے ساتھ ہی بیرونی اس کے دربار میں پہنچا ہو کچھ قرین قیاس نہیں۔ ۳۹۸ھ کے بعد کسی طرح قابوس سے روشناس ہوا اور ۴۰۳ھ تک اسی کے دربار سے وابستہ رہا۔

دیباچۂ کتاب | شکل مغنی کے قصہ میں دیباچہ کا ماحصل پیش کر دیا گیا ہے لہذا اس کا ترجمہ غیر ضروری ہے ہاں بعض ضروری باتیں حاشیہ پر درج کر دی گئی ہیں۔

(۵ ب) بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ استعین کتاب مقالید علم ما یحدث فی بسیط الکرۃ، عمل ابو الریحان محمد بن احمد البیرونی، للاصفہبذ جیلجیلان فدرشوارجرشاہ ابی العباس مرزبان بن رستم بن شروین[۱] مولی امیر المومنین،

جُبلت[۲] القلوب علی حُبّ من احسن الیہا، والحب مجمل صاحبہ علی اظہار ما فی الضمیر وتقدیرہٖ عند المحبوب، فاذا اجتمع مع داعی المحبۃ والطبیعۃ باعث شکرٍ علی صنائع وأیادٍ، فہنالک تحدث الخدمۃ الحقیقیۃ وتلزم العبودیۃ الراتبۃ الابدیۃ، ومثال ذلک ما اشربَ قلبی من خالص المحبۃ وصافی المودّۃ لمولانا الاصفہبذ الجلیل السیّد جیلجیلان ندشار[۳] خرشاہ، عمّر اللہ العالم بامتداد مدتہ وحرس بہجۃ الایام بدوام قدرتہ وثبات دولتہ۔ قد انضاف ذلک[۴] [الی] ترحیبٍ بی، وتقریبٍ لی، واکرام ایای (وتوفیرٍ علی[۵]) تفضلاً منہ وتبرعاً بالکرم، من غیر استحقاقٍ و [لا]

---

[۱] عنصر المعالی (ص ۶)، ابن اسفندیار (ص ۱۳۷)، مرعشی (ص ۲)، ہمائی (مقدمہ تفہیم): "شروین" الآثار الباقیہ (ص ۳۹)۔ "شروین"، "شرومن"۔ اصل (مقالید الہیئہ): "شیرین"

[۲] اصل: "حـلـب" غیر منقوط [۳] اصل: "قدشار خرشاہ"

[۴] اصل: قد انضاف ذلک ترحیب بی" [۵] زیادہ بر ہامش۔

بسابقة[1] سلفت لی فی القیام بموجب خدمته فعلاً، وان لم اخل منها نیة وقولا فاذا هو — ادام الله علوه — مالك رقی ما بقیت واین کنت، ولیس یحسن فی طریقة العقل الذی هو عیار جمیع الاشیاء نسیان شکر المولی طرفة عین، لکنه یلزم العبد القیام به علی قدر الوسع والامکان، سواء طولب به او لم یطالب۔

ولما کان ذکر مولانا الاصفهبذ الجلیل السیّد — ادام الله دولته — اقرب الیّ من حبل الورید، ومنّته الظاهرة اشمل علی سمن جلدی، وشکر صنائعه المتواترة الزم لی من ظلّی۔ وکان هو صفوة اولی الفضل من الانس، وحضرته معدن[2] العلم وینبوع الحکمة، ومجلسه العالی مجمع الأدآب وملقح الالباب۔ لم احب ان اخدم فناءه الرحب بغیرها، وان کان نهری یُضِلّ فی بحره، وما هدی من روائح العلم یصغر بإزاء قدره۔ ولکن "الاعمال[3] بالنیات" وکل یعمل[4] علی شاکلته۔ (۱۷۶ ظ) فاثبتُّ لخزانته المعمورة قصة مبدء الشکل الکریّ الذی یُستغنی بلوازمه عن الشکل القطاع الذی لاغناء عنه فی علم الهیئة والی شرف همته وسابغ فضله وحرمته[5] الملجأ فی بسط عذری وتمهیده، وتشریفی بقبوله وتأمله۔ والله اسئل قبل وبعد ان یبقینی فی ظله ویعیننی علی خدمته بمنه وطوله۔

مبدء[6] الکتاب: اقول ان الدوائر العظام اذا تقاطعت علی السطوح الکریة، وحدث منها الاشکال مختلفة، ففی کرة السمآء تتشکل منها المیول

---

[1] اصل: "من غیر استحقاق وبسابقة" [2] اصل: "للعلم" [3] [4] [5] اصل: "حرمته" [6] اصل: "مبد"

والعروض وسعة المشارق واختلاف المطالع وقسيّ الایام واللیالی والارتفاعات والانحطاطات والسموت ومطالعها، ومقادیر الزوایا المختلفة باختلاف تقاطع هذه الدوائر ولیس الی معرفة مقادیر بعضها من بعض واستخراج المجهول من المعلوم منها سبیلٌ الا بتحصیل النسب التی بین جیوبها، والمرجع فی ذلک الی شکلٍ یلقّب بالقطّاع[1] - وهو من قسیّ عظامٍ علی بسیط الکرةِ، متقاطعةٍ قد تخرج کل اثنین منهما من نقطة غیر الاخری - وقد ذکره بطلمیوس فی النوع الثانی عشر من المقالة الاولیٰ من کتاب المجسطی[2]، ووجد ایضا فی کتاب الکریّات لمانالاوس وهو اقدم منه بزمانٍ -

والنِسَبُ الواقعة فی هذا القطاع تتألّفُ من نسبتَینِ تَعطیها ستة مقادیر، نسبة اثنین منها نسبة آخرین، مثنّاةً بنسبة الآخرین الباقیین[3] ورادفی شرحه وتتبع العمل فی أقسامه ابُو العباس الفضل بن حاتم النیریزی[4]

[1] بالضم وتخفیف الطاء - کشاف اصطلاحات الفنون: ص ۱۲۰۱ (کلکتہ)۔ [2] دیکھو تاریخ الحکماء للقفطی ص ۹۶-۹۷ (یورپ)۔ نیز دیکھو sarton: Introduction. vol I 274 [3] اس کتاب کے مقالہ ثالثہ میں "شکل قطاع" کی تفصیل ملتی ہے (طوسی: تحریر کتاب مالاناوس فی الاشکال الکریہ) مالاناوس کی کتاب کو ابن عراق نے اپنی تحقیق واصلاح کے ساتھ مرتب کیا تھا ابو عبداللہ محمد بن عیسی الماہانی اور ابو الفضل احمد بن ابی سعد الهروی وغیرہ نے بھی اپنی ترتیب واصلاح کے ساتھ اس کے نسخے مدون کئے تھے آخر میں نصیر الدین طوسی نے جملہ اہم نسخوں کو پیش نظر رکھ کر اپنا نسخہ مرتب کیا جس کا نام تحریر کتاب مالاناوس فی الاشکال الکریہ ہے - طوسی نے ابن عراق کے نسخہ سے بہت فائدہ اٹھایا اور اس کی تعریف کی ہے، الماہانی اور الهروی کے مرتبہ نسخوں کے باوجود اس کے الفاظ یہ ہیں کہ: "فبقیت متحیّراً فی ایضاح بعض مسائل الکتاب سنین الی عثرت علی اصلاح الامیر ابی نصر منصور ابن عراق رحمہ اللہ فاتضح لی منہ معرفة ما کنت متوقفا فیہ" ابن عراق کے نسخہ کی خصوصیات کو اس نے اپنے نسخہ میں محفوظ رکھا ہے - طوسی کے نسخہ کے لئے دیکھو: sarton: Int. vol. I, 253-54, vol. II. 1003 (17)

[4] اصل: "التبریزی" - بالتاء، ابن حاتم کے ترجمہ میں قفطی کی تصریح ہے: ونیریز احدی بلاد فارس وتشتبہ بتبریز - (ص ۲۵۴ یورپ)، الفہرست ص ۳۸۹ (مصر) چہار مقالہ: ص ۱۹۷

وابو جعفر محمد بن الحسین الخازن، فی شرح کل واحد منهما الکتاب المجسطی، ولخصه ایضا ابو جعفر الخازن فی زیج الصفائح[۱]، وابو نصر منصور بن علی بن عراق فی کتاب تهذیب التعالیم[۲]- وافرد ثابت[۳] بن قرة کتاباً فی النسبة المؤلفة واقسامها واستعمالها، وله کتاب اٰخر فی الشکل القطاع وتسهیل العمل علیه- وکثیر من المحدثین کابن البغدادی[۴] وسلیمٰن[۵] بن عصمة وابی سعید[۶] احمد بن [۱۷۲ ب] محمد بن عبد الجلیل السجزی وغیرهم خاضوا فی هذا المغنی، واعتنوا به اذ کان العمدة فی علم الهیئة، حتی لولاه لما توا صلوا الی الوقوف علی شیٔ مما ذکرناه وعلیه کانوا یعملون، وایاه یستعملون وبه یأخذون، الی ان طال الامد وانتهت المدة الی زماننا هذا ذی العجائب والبدائع والغرائب، الجامع بین الاضداد- اعنی بذلک غزارة[۷] ینابیع العلوم فیه، وتهیؤ طبائع اهله لقبول ما یکاد ان یکون الکمال والنهایة فی کل علم، وانتشار الفضل فیهم والقدرة علی استنباط العجائب المعجزة جلّ القدماء، مع ظهور الخلاف فیهم تضادّ ما ذکرناه وتناقضه من عموم التنافس والتحاسد ایاهم واستحواذ

---

[۱] الفہرست: ص۲۹۳ (مصر)، القفطی: ص۳۹۶ اس کتاب پر ابن عراق کے مؤاخذات میں امیر کا رسالہ دکن سے شائع ہو چکا ہے [۲] ابن عراق کی ایک اہم تصنیف جس کے حوالے اس کے رسائل (دیکھو: مطالع السمت: ص۲، ص۶، جدول التقویم: ص۵۸) اور بیرونی کی کتاب الاستیعاب میں ملتے ہیں۔

[۳]

[۴] ابو عبداللہ الحسن بن محمد، ابن البغدادی کا ایک رسالہ دکن سے شائع ہو چکا ہے۔ [۵] الاستیعاب میں اس کا پورا نام "ابوداؤد سلیمن بن عصمہ السمرقندی" آیا ہے (بحث "عمل الصفیحۃ الکسوفیہ") [۶] حواشی چہار مقالہ: ص ۱۹۹ - ۲۰۲، الاستیعاب میں اس کے اختراعات و ایجادات کا بکثرت ذکر آتا ہے اس نے عضد الدولہ کے لئے جو اسطرلاب بنایا تھا اس کی خصوصیت کا بیان بیرونی نے کیا ہے اسطرلاب شمالی و جنوبی کے قوانین مزج میں اس کی ایک تالیف تھی جس سے البیرونی نے استفادہ کیا ہے اسطرلاب مسرطن، صلیبی، لولبی، رصدی اور الزورقی کی ایجاد اسی نے کی تھی الزورقی کی خصوصیت کے لئے دیکھو ("البیرونی" از سید حسن برنی ص۲۱۰-۱۱ وجلال ہمائی: کتاب التفہیم ص۲۹۷ حاشیہ ۴) سجزی کا ایک رسالہ "شکل قطاع" پر دکن سے شائع ہوا ہے۔

[۷] اصل: "عزارة" غیر منقوط،

التنازع والتعاند عليهم، حتى يعين بعضهم على بعض ويفتخر بما ليس له، ويسلب بعضهم بعضا علمه، وينسبه الى نفسه متكسّبا به، ويكلّف الناس التغافي على فعله، بل يصرف عنان قوته الغضبية الى من فطن بحاله، وينطوى على عداوته وبغضائه۔

كما وقع بين جماعة من افاضل عصرنا فى "تسبيع الدائرة" وفى "تثليث الزاوية" بالسواء وفى "تضعيف المكعب" وغير ذلك، وكما وقع بين طائفة من العلماء فى شكلٍ قريب المتناول، سهل المأخذ والعمل نائب عن الشكل القطاع فى اغراضه، وقائم مقامه فى انتاج اعماله۔

وانا لتجردى عن العصبية والاصرار فى الباطل والتسامح بالعجز والاقرار بالفضيلة لصاحبها، ومعرفتى بحقّه، وميلى الى توفيرى عليه، اريد ان اسوق ما عندى من كيفية حالهم وحديثهم، لئلا يتصور عند مولانا الاصفهبد الجليل السيّد جيلجيلان — ادام الله علوّه — اذا وقف على اعمالهم خلاف ما وجدتهم ثم احكى الشكل وبراهينه عليه ثم كيفية استعماله بعد ذلك بعون الله وحسن توفيقه۔

قصة هذا الشكل وما لكل واحد من العلماء عليه وفيه۔

قد كان اجتمع عند ابي سعيد احمد بن محمد بن عبد الجليل [۱۷۷/ظ] عدّة طرقٍ لفضلاء المهندسين واصحاب الزيجات فى استخراج سمت القبلة بالحساب والتقادير المساحى بالاتٍ مختلفة النتائج عديمة البرهان۔ واعلمته ان مولاى ذو مصطفى ابا نصرٍ منصور بن على بن عراق — ايده الله — سديدٌ القوة على استخراج براهين امثالها من الحسبانات،

[۱] اصل - كرم خورده : "... سديد"

بعید الغور فیها، سریع الادراک لها۔ فسألنی مطالبته بتأملها وإزاحة العلة[1] فی تحقیقها والکشف عن دواعی اصحابها الیها۔ ففعلتُ وعمل ابونصر فی ذلک السوال کتاباً وسمه بالسموت[2] واودعه المطلوبَ منه، واستنبط فی مواضع من ذلک الکتاب لوازم هذا الشکل من غیر قصدٍ منه له الّا لما یحتاج الیه۔

واتّصَلَ بابی الوفاء محمد بن محمد[3] البوزجانی خبرُ هذا الشکل وکا تبنی فی معناه، فانفذته الیه وهو یومئذ بمدینة السلام وورد (جوابه)[4] ناطقاً باستحسانه الکتاب، واستعظامه ایاه لولا ان صاحبه سلک فیه طریقَ القدماء فی استعمالهم "الشکل القطاع" و"النسبة المؤلفة"۔ فان له طرقاً خفیةً فی معرفة السمت، اوجز من ذلک واحسن۔

وعرضتُ ما قاله علی ابی نصرٍ فزعم انه انما فعل ذلک لمحبتهٖ اقتفاءَ آثار المتقدمین ولحاجته الی "الشکل القطاع" عند اقامة البرهان علی اعمال غیره، فانهم کانوا استخرجوها به، علی ان ماذکره ابوالوفاء هو سهل ومن مال الیه فسیکفی المؤنة من شکلین فی کتاب السموت[5] رفو موضعهما وکیفیة انزیاح العلّة منهما ولم یکتف بذلک دون ان انشأ رسالةً حینئذٍ الی بیّن فیها هذا الشکل والعمل به۔

ثم انفذ الیَّ ابوالوفاء بعد ما مضی سنةٌ علی ذلک سبعَ مقالات من کتابٍ عمله وسماه "مجسطی ابوالوفاء"[6] وقد اورد فیه هذا الشکل ببرهانٍ قریبٍ، واستعمله فی جمیع امور الهیئة فی مجسطیه ذلک، ولما وقفتُ منها علی ما

---

[1] اصل: "ازاحه" غیر منقوط۔ [2] "سمت" کی جمع ہے، قرآنی رسم الخط کے مطابق "سماء" کی جمع "سماوات" قرار دینا صحیح نہیں جیسا کہ بعض اہل علم سمجھتے ہیں۔ دیکھو "البیرونی": ص۱۲۳ طبع دوم، اور نشیل کالج میگزین۔ ص۳ سطر۱۱، ۱۲۔ فروری و مئی ۱۹۵۳ء) [3] الفہرست: ص۳۹۴ (مصر) القفطی ص۲۸۷ تتمہ صوان الحکمہ (ص۷۶، حواشی ص۱۹۴) [4] اصل: "جوابا" [5] اصل: کذا

وقفتُ واعترفت من عجزها ما به تقويت استخرجت البرهان عليه بطريق ليس بالبعيد على ما تصور الخطوط الواقعة في حرف الكرة ـ وقريب من [۱۷۷ ب] طرق استعاله ما سأورده في هذا الكتاب ـ

ثم حللتُ بلد الري بعد ذلك، ولقيتُ ابا محمود حامد بن خضر الخجندي[1] والخرج الي كتابا عمله في اعمال الليل بالكواكب الثابتة واورد في اوايله هذا الشكل ببرهانٍ آخر، وفصلٍ طوّل معه وسمّاه "قانون الهيئة" وبنى عليه جميع ما قصده في ذلك الكتاب ـ

ثم الفيتُ ابا الحسن كوشيار بن لبان الجيلي[2] في عمل كتاب قدّم الشكل في مباديه على مثل ما ذكره ابو محمود، وسمّاه "المغني" يعني به عن شكل القطاع، واستخرج به نسبة اكثر ما يشتمل عليه المقالة الثانية من كتاب "المجسطي" ميلا منه الى تخفيف العمل، اذ ليس يستعمل في هذا الشكل الا نسبة واحدة بسيطة غير مؤلفة، ولا مقادير اكثر من اربعة، وليس يخفى فضل سهولة التصور وخفة العمل بالانبسط عليها بالمركب المؤلف ـ

فاما ابو نصر فلا حاطتي بجل احواله العملية ومشاهدتي اياها منه تعاطي القسم الرياضي، وقيامه بتحصيل ما هو حاصلٌ في خزانته من الكتب واملائه على جميع ما يستخرجه ويستنبطه، وتبروءه عن ادّعاء ما لغيره لنفسه، وانضافه بين المتنازعين في ذلك ومسامحته تبرعا بالانتساب الى علماء يعتصرون عن مرتبته من غير ان تلمذ لاحد هم، ومع غزارة

---

[1] دیکھو "البیرونی" صہ ۱۲ (حاشیہ) بیرونی عمل السموت کے باب میں خجندی کے مخصوص طریقہ کو پسند کرتا ہے (الدرر فی سطح الاکر نسخہ بوڈلین: برگ ۲ ب، شمارہ )
[2] تتمہ صوان الحکمۃ: صہ ۸۳، حواشی چہار مقالہ (صہ ۲۰۲) ابن اسفندیار (صہ ۸۵ انگریزی)

علم وتنبیہ وذکاء فہم وعجیب فطنۃ، طبع علیہ، لست اتہمہ باخذ ھذا الشکل من غیرہ بل لا استجیز لبالی ان یخطئ ذلک بہ لما تقدمتہ من جہتہ، ولانہ اجاب بذلک وقت المطالبۃ ایاہ بہ والحاجۃ الیہ۔

فاما ابو الوفاء فلم اشہد ولم اقف من اسبابہ علی مثل ما وقفت علیہ لغیرہ، لکنی اتعجب منہ حیث رأی فی "کتاب السموت" شکلین یؤدیان الی ما فاخر بہ خاصۃ، فتعامی عنہما وتصامم، فلئن کان افتخارہ بالشکل المذکور، فلقد عاین مثلہ لغیرہ بین یدیہ متصححًا فی اولہ انہ یمکن معرفۃ ما ذکر من الکریات، فی احد طرق سمت القبلۃ بغیر النسب التی تتألف فی "الشکل القطاع"، وفی آخرہ انہ قد انتج فی ذلک طریق [۸/۱، ظ] فی معرفۃ المیول والمطالع سوی الذی اتی بہ بطلمیوس بالشکل القطاع۔ ولئن کان الافتخار بما ذکرنا طریقہ فی سمت القبلۃ، فما اتی بشیء بدیع غیر ما فی زیج حبش[1] الحاسب بعینہ، لم یزد علیہ الا تقسیم العمل اقساما (مرتبۃ[2]) فی عدۃ فصول، ولم یغیر سوی العبارۃ عن "الطول المعدل" بتعدیل الطول، وعن "العرض المعدل" بتعدیل العرض، علی انہ مشکور علی اجتہادہ وسعیہ، ولست اتجنی علیہ الا الذی لم یلق بفضلہ وتقدمہ من الصلف الکاذب، فقبیح بہ جدا ان یفاخر من اخترع فی سمت القبلۃ ما اخترع فی کتاب السموت۔

فاما ابو محمد[3] فقد ذکر انہ السابق الیہ وان ابا الوفاء اخذہ عنہ ان کان ذکرہ، ومن لی بعلم الحقیقۃ، مع اختلاف تراتیبہما علی ما سأحکیہ

---

[1] احمد بن عبداللہ البغدادی، المامون ومعتصم کا معاصر۔ دیکھو الفہرست: ص ۲۸۴، القفطی ص ۱۷۰ وغیرہ

[2] کرم خوردہ [3] کذا۔ والصواب "ابو محمود"

عنهما، وقد شاهد بعضهما بعضا، وکل واحد منهما منحاز[1] الی الجملة المتعلد[2] بیننہ مع صاحبتها والامر فی السبق[3] لکلیهما ممکن۔

فاما کوشیار فقد اعترف عند حضور ابی محمود لدیه ان لیس له منه الا التهذیب والایجاز والتنقیح۔

فهذه حقایق ماعندی من اخبارهم فی ذلک، فنعود الآن الی انجاز الوعد، واقدم قبل ذلک من مقدماته ما ستحتاج الیه فیما بعد

متفرقات: اس دیباچہ کی اہمیت کے سلسلہ میں ہم ان قیمتی جملوں کو نظرانداز نہیں کر سکتے جو البیرونی کے قلم سے اپنے معاصر فضلار کے کمال فن اور ان کے بعض ناپسندیدہ اطوار کے متعلق قیدِ تحریر میں آگئے ہیں، نیز استاذ ابن عراق اور اپنے تعلقات کے بارہ میں اس نے جو کچھ لکھا ہے اس کی افادیت سے بیرونی اور ابن عراق سے دل چسپی رکھنے والوں کو انکار نہیں ہو سکتا۔ ابن عراق سے بیرونی کا تلمذ ناقابل انکار حقیقت ہے لیکن اس حقیقت کو دیباچہ کتاب المقالید کی عبارت جیسی جلا دیتی ہے، شاید الآثار الباقیہ[4]، فہرست تالیفات، اور بیرونی کے دوسرے متداول نوشتوں سے اس پر ویسی روشنی نہیں پڑتی۔ اس کے علاوہ ابن عراق کے اندازِ طبیعت کے بیان میں یہ اطلاع نہایت وقیع ہے کہ وہ اپنے مرتبہ سے فروتر اشخاص سے محض تواضع وانکسار کی بنا پر تلمذ کی نسبت ظاہر کر دیتا تھا۔ ابن عراق کے متعلق جو یہ رائے قایم کر لی گئی ہے[5] کہ اس کو ابو الوفار البوزجانی سے تلمذ تھا، مذکورہ اطلاع کی روشنی میں اس رائے پر نظرثانی کرنا ضروری ہے ابن عراق نے صرف ایک جگہ بوزجانی کو اپنا شیخ لکھا ہے اسے ہم واقعیت پر محمول کرنے کے بجائے ابن عراق کے حسنِ خلق و تواضع پر محمول کرنا قرینِ صواب سمجھتے ہیں۔

---

[1] اصل: "منحاز"، [2] اصل: "المتعادہ"، غیر منقوط [3] اصل: "السیق"

[4] الآثار الباقیہ: ص۱۸۴ (زخاؤ)۔ معجم الادبار ج ۱۷/ ۱۸۷ (مصر): فال عراق قد غزونی بد تہم: ومنصور منهم قد تولی غرا[؟]سیا۔ مقدمہ آثار باقیہ (زخاؤ)۔ ۷/۰ ×××× [5] زین العابدین موسوی: مقدمہ رسائل ابن عراق: ص۳، ڈاکٹر محمد شفیع و پروفیسر محمد فضل الدین قریشی: اورنٹیل کالج میگزین بابت فروری و مئی ۱۹۵۳ء۔

آل باوند اور ان کی حکومت کے مرکز کے متعلق حدود العالم کا یہ بیان ہے کہ[1] "کوہ قارن کا ضلع دس ہزار سے زیادہ قریوں پر مشتمل تھا یہاں کا فرمانروا "سپہبذ شہریار کوہ" کہلاتا تھا اسلامی عہد کے آغاز سے یہاں کی حکومت باؤ کے خاندان میں رہی اس ضلع کا صدر مقام "پریم" (فریم) ہے لیکن سپہبذوں کی قیام گاہ شہری آبادی سے نصف فرسنگ کی دوری پر لشکرگاہ میں ہے۔"

حدود العالم کا بیان مقامی لوگوں کے رسوم و اطوار کے متعلق نہایت دلچسپ ہے۔ فریم کی نشان دہی سب سے پہلے اصطخری کے یہاں ملتی ہے یاقوت نے اس کا بیان نقل کر دیا ہے[2] اور اس کے ضبط میں "بکسر اولہ وثانیہ" لکھا ہے۔ احمد بن علی المنینی بظاہر کسی قدیم ماخذ کی بنا پر اس کا ضبط اس طرح کرتا ہے[3] "الفاء فیہ مکسورۃ وبعدھا راء مھملۃ مشددۃ مکسورۃ ثم یاء مثناۃ من تحت" یال کسنو دا کی تحقیق فریم، کوہ قارن و کوہ شہریار کے متعلق بہت مفید اور دلچسپ ہے، حدود العالم کے بیان سے صاف طور پر مترشح ہے کہ شہریار کوہ کا اطلاق کوہ قارن پر ہوتا تھا، شہریار کوہ عام طور پر بیائے مثناۃ تحتانی مذکور ہے لیکن المنینی اسے بالباء ضبط کرتا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں در[4] "صحح بالباء الموحدہ و سمی عندھم شھریاسر کوہ"

اصفہبذ مرزبان بن رستم کے نام کے ساتھ جو القاب آئے ہیں ان کی تفصیل دلچسپی سے خالی نہیں ہے لہذا بعض باتیں درج ذیل ہیں:

الاصفھبذ = اسپہبد، سپہبد (فارسی) تبرستان و مازندران کے فرمانرواؤں کا خاص لقب تھا مسعودی عہد ساسانی کے پانچ اہم مرتبوں کی تشریح میں اصبہبذ کو تیسرے درجہ میں رکھتا ہے اس کے الفاظ ہیں: والثالث الاصبھبذ وھو امیر الامراء الخ[5] "ابن اسفندیار

---

[1] ترجمہ (انگریزی): ۱۳۵ - ۳۶ اگب میموریل، [2] الاصطخری: ص ۲۰۵-۲۰۶ دخویہ ۱۸۷۰ء، یاقوت ۳۰/۴۹۰ وستنفیلد، [3] شرح الیمینی: ج ۲ ص ۳۹۱، ص ۳ (مصر) [4] البیرونی: آثار باقیہ: ص ۱۰۱، مسعودی: التنبیہ والاشراف: ص ۹۱ (الصاوی مصر)، تاریخ تبرستان: ج ۱/ ص ۱۴۱-۴۲

طبرستان کے صرف دو فرمانروا خانوادوں آل باوند اور قارنوند (آل وشمگیر بن زیار) کے لئے اس لقب کو مخصوص بتاتا ہے۔[1]

جیلجیلان: گیل گیلان، طبرستان، جیلان اور پدشوارجر کے حکمراں کا قدیم لقب ہے ان علاقوں کے مجموعہ پر جس کی حکومت ہوتی وہ "جیلجیلان خراسان" بھی کہلاتا تھا محمد بن عبد الملک کے اشعار[2] اس لقب پر شاہد ہیں:

فقد خضب الفیل کعادته ... لجیل جیلان خراسان

والفیل لا تخضب اعضاؤہ ... الا لذی شان من الشان

فدشوارجرشاہ: البیرونی آثار باقیہ میں آل باوند کے القاب میں "الفرشوارجر شاہیہ" کا ذکر کرتا ہے، عربی و فارسی مراجع میں اس لفظ کی مختلف شکلیں ملتی ہیں۔ ابن خرداذبہ کے یہاں "دیں شوارکر" "نامۂ تنسر میں" "فدشوارگر"، مجمل التاریخ میں "فدشخوارگر" اور مرعشی و ابن اسفندیار کی تاریخوں میں "فرشواذگر"، کتاب المقالید کے منقولہ دیباچہ میں "فدرشوارجر" اور "فدشارخر"۔ لفظ کی اصل اردشیر بزگر کی تحقیق میں پاتشوارشا = پاتشخوارکسا ہے، مشرقی تبرستان کا جنوبی حصہ جس میں سوادکوہ، ہزار جریب، فیروزکوہ اور دماوند شامل ہیں "فدشوارگر" کہلاتا تھا۔[3] عربی کا "جر" یا "کر" پہلوی زبان کا "گر" ہے بقول بیرونی پہلوی میں "گر" کے معنی کوہ کے ہیں کیومرث کا لقب "گرشاہ" اور بعض روایات[4] میں "گلشاہ"

---

[1] البیرونی: آثار باقیہ: ص۱۰۱، مسعودی: التنبیہ والاشراف: ص۹۱ (الصاوی مصر)، تاریخ تبرستان: ج ۱/ ص۲۲-۱۴۱ [2] ابن خرداذبہ: المسالک والممالک ص۱۱۹ لائیڈن ۱۸۸۹ء [3] ایضاً: ص۱۷ (لائیڈن) مرعشی ص۱۹، ص۳۱، ص۴۴ (پطرزبرغ ۱۸۵۰ء)، ابن اسفندیار: ص۱۴، ص۱۲۶ (انگریزی ترجمہ) ژورنال ایشیاٹک (مارچ واپریل ۱۸۹۴ء) ص۲۰۰-ص۲۵۰، ص۵۰۴، اردشیر بزگر: تاریخ تبرستان (مجلد یکم): ص۱۲۸، ص۱۳۷، ص۹۳، ص۳۳۲ [4] آثار باقیہ ص۹۹، ص۱۰۱، ص۲۲۲ (زخاؤ): مسعودی: التنبیہ والاشراف: ص۸۶، ص۱۶۸ (مصر)، حمزہ اصفہانی: ص۱۳، ۱۹ (کاویانی، برلن)،

تھا، ابن اسفندیار اور مرعشی کی تاریخوں میں اس کے بجائے "فرشاہ" آیا ہے۔ گشتاسب اور اس کے خاندان کے فرمانروا "گرشاہ" کہلاتے تھے یہ خاندان تبرستان کے جنوبی کوہستان پر حکمراں تھا۔ اردشیر کے مقرر کردہ القاب میں "بدشوارگرشاہ" کا لقب بھی آتا ہے نوشیران کبھی جنوبی تبرستان کا والی تھا اور اس کا لقب "فدشخوارگرشاہ" تھا حمزہ اصفہانی کا بیان ہے کہ اس کو "بقر میجان کرشاہ" کا لقب ملا تھا، آخری ساسانی بادشاہ یزدگرد نے اپنی آفاق گردی کے زمانہ میں گیل گاؤ بارہ کو "جیلجیلان فرشوادجرشاہ" کا لقب دیا تھا، اسلامی عہد میں ان القاب کے ساتھ "مولی امیر المومنین" کا لقب بڑھایا گیا چنانچہ مامون نے قارن بن وندادکو اسلام کی ترغیب دی اور "مولی امیر المومنین" کے لقب کی پیش کش کی تھی بعد میں اس کے لڑکے مازیار نے اسلام قبول کر کے یہ لقب حاصل کر لیا تھا، مازیار کو کچھ قوت حاصل ہوگئی تو اس لقب میں ترمیم کر کے اپنے نام کے ساتھ "موالی امیر المومنین" لکھنے لگا، یعقوبی کتاب البلدان میں لکھتا ہے کہ یہی مازیار عباسی خلفاء مامون و معتصم کو جب خطوط بھیجتا تو اپنے نام کے ساتھ "جیل جیلان اصفہبذ خراسان" کے القاب لکھتا تھا، نیز تاریخ یعقوبی کے الفاظ یہ ہیں کہ: فلما اعظم امرہ کتب — من جیلجیلان اصبھبذ اصبھبذ ان بشوارخرشاد محمد بن قارن مولی امیر المومنین ثم ذھب بنفسہ ان یقول موالی امیر المومنین۔

کتاب المقالید کے ساتھ مجموعہ میں طوسی کے مرتبہ و تہذیب دادہ رسائل ہیں ان میں سے تحریر المعطیات لاقلیدس، تجرید المناظر، تحریر کتاب المفروضات لثابت بن قرہ، تحریر کتاب ماخوذات ارشمیدس اور الکرہ والاسطوانہ لارشمیدس (مجموعہ: برگ اب -۷۹ ب) حیدرآباد سے رسائلِ طوسی کے سلسلۂ اولیٰ و ثانیہ کے ضمن میں شائع ہو چکے ہیں۔

---

[۱] سنی ملوک الارض: ص۳۶ (کاویانی ۱۳۴۰ھ) [۲] مرعشی: ص۴۲، ابن اسفندیار (ص۹۷ ترجمہ)
[۳] ابن اسفندیار (ص۱۳۶، ص۱۴۷ ترجمہ) یعقوبی البلدان (ص ۲۷۶ - ۲۷۷ طبع دخویہ ۱۸۹۲ء) ایضاً: تاریخ (ج ۲ ص ۵۸۲ طبع ہوتسما ۱۸۸۳ء)

چھٹا رسالہ "مقالہ ارشمیدس فی تکسیر الدائرہ" (مجموعہ: برگ ۸۰/ظ - ۱۰۵/ظ) اور اس کے بعد طوسی کی اہم تالیف کتاب الشکل القطاع ہے (برگ ۱۰۵ اب - ۱۷۴ اب) پیش نظر مضمون میں اسی نسخہ کی بنا پر الشکل القطاع کے حوالے دیئے گئے ہیں[1]۔ کتاب المقالید (برگ ۱۷۵ اب) سے شروع ہوتی ہے اور (برگ ۲۲۱ ب) پر اچانک ختم ہو جاتی ہے۔ ہمارے خیال میں صرف آخری ورق ضائع ہوا ہے اور خاتمہ کتاب کی بحث چند سطروں کے لئے ناقص رہ گئی ہے۔ واللہ اعلم

ہم اس مضمون کی ترتیب کے سلسلہ میں برادر محترم ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی استاذ شعبۂ عربی ڈھاکہ یونیورسٹی کے بے حد ممنون ہیں کہ آپ نے ہمارے استفادہ کے لئے بال کسنووا کے فرنچ مضمون کے ترجمہ کی زحمت گوارا فرمائی اور اپنے گرامی قدر دوست پروفیسر ک، م، ماسٹرا کی عنایات سے بھی سبکدوش نہیں ہو سکتے کہ بروکلمان کے سمجھنے میں ان کی معاونت حاصل رہی۔

---

[1] یہ نسخے حیدر آباد کے مطبوعہ متون کی نسبت اہم زیادات رکھتے ہیں مثلاً نسخۂ تحریر المعطیات کے اخیر میں ایک طویل استدراک موجود ہے جس سے مطبوعہ نسخہ خالی ہے اس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں: "دعوی شکل سد من المعطیات، وجدتہ فی نسیخۃ بنقل قدیم من خط الا.. .. ق (کذا) وراق حسین" الخ


# تفسیر مظہری (عربی)

## علمائے طلبا اور عربی مدرسوں کے لئے شاندار تحفہ

مختلف خصوصیتوں کے لحاظ سے "تفسیر مظہری" تفسیر کی تمام کتابوں میں بہترین سمجھی گئی ہے بلکہ بعض حیثیتوں سے اپنی مثال نہیں رکھتی۔ یہ حقیقت ہے کہ اس عظیم الشان تفسیر کے بعد کسی تفسیر کی ضرورت نہیں رہتی۔ امام وقت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کا یہ عجیب و غریب نمونہ ہے

اس بے مثال کتاب کا پورے ملک میں ایک قلمی نسخہ بھی دستیاب ہونا دشوار تھا۔ شکر ہے کہ برسوں کی جد و جہد کے بعد آج ہم اس لائق ہیں کہ اس متبرک کتاب کے شائع ہونے کا اعلان کر سکیں ..... تمام جلدیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔

**ہدیہ غیر مجلد**: جلد اول سات روپے۔ جلد ثانی سات روپے۔ جلد ثالث آٹھ روپے۔ جلد رابع پانچ روپے۔ جلد خامس سات روپے۔ جلد سادس آٹھ روپے۔ جلد سابع آٹھ روپے۔ جلد ثامن آٹھ روپے جلد تاسع پانچ روپے۔ جلد عاشر پانچ روپے ہدیہ کامل دس جلد اڑسٹھ روپے۔ رعایتی ساٹھ روپے۔